شرعی حدود کا نفاذ اور جرائم کی شرح پر اس کا اثر

The Implementation of the Islamic Limitations
and the effect thereof on the rate of Crimes

علی محمد ابو تراب *

Abstract:

In this universe the struggle between right and wrong is the lord's ordinance. To solve this matter God has revealed the constitution and law in which there is an important role of implementation of shariah hudud for the justice, peace and tranquility in the societyand protection of wealth and life of each individual.The objective of hudud implementation is not to put people in hardship instead it is to enjoining good and forbidding wrong and to ensure peace and tranquility. The shariah hudud enforcement is the blessing for humanity and the surety of the protection of human rights. The abolishment of shariah hudud on face of the earth is the declaration of war against Allah and his messanger and it is the cause of misery, anarchy, obscenity and death of humanity.

اس جہاں میں حق و باطل کے درمیان کشمکش قانون الٰہی ہے اور تمام بنی نوع انساں پہ اللہ کی خاص رحمت ہے کہ انہوں نے قوانین الٰہی نازل اور مقرر فرمایا، تاکہ لوگوں کی زندگی میں امن و سکون قائم ہو، اسی لئے تو شریعت اسلامی ایک مکمل شریعت ہے جو لوگوں کی زندگی کے جملہ ضروریات کو پورا کرتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے :

((اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا)) ۔

((آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمتیں مکمل کیں اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا)) (1)

---

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اصول الدین، جامعہ کراچی

مجرموں کے نت نئے وسائل پر عبور کے سبب دنیامیں جرائم کی شرح بہت بڑھ گئی ہے،اور اس کا علاج شرعی حدوداور سزاؤں پر عملدرآمداوراسلامی معاشرے کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں شریعت الٰہی کے نفاذسے ہی ممکن ہے۔

جرائم کی بیخ کنی کے سلسلے میں دین اسلام نے بہترین فارمولاز پیش کیے ہیں، کچھ ان میں سے جرم کے سرزدہونے سے پہلے اس کے اسباب سے بازرکھنے اوراحتیاط سے متعلق ہیں،اورکچھ جرم کے سرزدہونے کے بعد (حدوداللہ) کی صورت میں اسکاعلاج ہیں۔

ان تمام مسائل کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے، کہ حدوداللہ کالغوی اوراصطلاحی تعریف بیان کی جائے۔

حدود کی تعریف:

لغوی تعریف:

''حدود'' لفظ''حد'' کی جمع ہے جس کے لغوی اعتبار سے بہت سے معانی ہے جیساکہ منع کرنا، بند کرنا، دوچیزوں کوعلیحدہ کرنا

اندازہ لگانااورانتہاءوغیرہ۔[2]

ابن منظور[3] کہتے ہیں: لفظ"حد"کے معنی ہے؛دوچیزوں کوعلیحدہ کرنا،تاکہ ان دونوں میں اختلاط نہ ہواور ایک دوسرے پرغالب نہ ہوجائےاوراس کاجمع"حدود"ہے۔اورہردوچیزوں کی درمیانی آڑکوحدکہاجاتا ہےاورہرچیزکی انتہاءاسکی حدہےاسی لئے زمیں اورحرم کی سرحدوں کوحدودکہاجاتاہے۔[4]

امام رازی[5] کہتے ہیں:"حد"دوچیزوں کے درمیان رکاوٹ ہےاورکسی چیزکی حدسے مراداس کی انتہا ہے،گھرکی چاردیواری کوبھی حدکہاجاتاہے'' حد'' روکنے کو بھی کہتے ہیں،اسی لئے چوکیدارکواورجیل کے داروغے کو''حداد'' کہاجاتاہے کیونکہ وہ قیدیوں کونکلنے سے روکتاہے۔[6]

''حدود'' کا مفہوم وسیع ہے اور یہ اللہ کے مقررکردہ سزاؤوں اور حرام کردہ چیزوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ابن الاثیر کہتے ہیں:

"حدود"سے مراداللہ تعالی کے حرام کردہ چیزیں اورگناہوں کے سبب مقررکردہ سزائیں ہیں اور'' حد'' کااصل مفہوم کسی چیزسے روکنااوردوچیزوں کوعلیحدہ کرناہے۔توگویاشرعی حدود حلال اورحرام کوعلیحدہ

کرتا ہے ان میں سے کچھ ایسے حدود ہیں جن کے قریب بھی نہیں پھٹکنا چاہیے جیسے ''فواحش محرمہ''اور اللہ تعالی کے فرمان: ''یہ اللہ تعالی کے حدود ہیں ان کے قریب بھی مت جانا" سے بھی یہی مراد ہے۔ [7]

لسان العرب میں ہے کہ: اللہ تعالی کے ''حدود'' دو قسم کے ہیں: ایک وہ حدود جو اللہ تعالی نے لوگوں کے کھانے پینے اور نکاح وغیرہ کے لئے مقرر کیا ہے جیسے حلال و حرام اور نواہی (ممنوعات) سے باز آنے اور ان کی خلاف ورزی نہ کرنے کے احکامات وغیرہ۔

اور دوسری قسم وہ سزائیں ہیں جو اللہ تعالی کے منع کردہ چیزوں کے ارتکاب کرنے والے کے لئے مقرر کی گئی ہیں جیسے چور اگر وہ ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ چوری کرے تو اس کی سزا اس کا ہاتھ کاٹنا ہے، اور غیر شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور شادی شدہ (محصن) اگر زنا کرے تو سنگسار کیا جائے گا اور بہتان تراشی کی سزا اسی کوڑے ہیں۔ اور ان سزاوں کو حدود اس لئے کہا گیا کیونکہ یہ اللہ تعالی کی مقرر کردہ حدود (سرحدیں) ہیں جن کو پار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ [8]

اور حد عربی زبان میں اصلا منع (روکنے) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے [9] اسی لئے دو چیزوں کے درمیانی باڑ کو حد کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دونوں چیزوں کو آپس میں گھل مل جانے سے روکتا ہے۔ [10]

اور اسی لئے زمین اور حرم کے سرحدوں کو حدود کہا جاتا ہے۔ اور اسی طرح اہل اصطلاح کسی چیز کی تعریف کو بھی حد کہتے ہیں [11] کیونکہ تعریف اس معرف کے علاوہ دوسرے اشیاء کو اس میں شامل ہونے سے روکتی ہے، اور جس چیز کی تعریف کی گئی ہو اس کے افراد کو تعریف سے نکلنے سے روکتی ہے۔ [12]

اور اسی لئے لوہے کو حدید کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اسلحہ کو جسم تک پہنچنے سے روکتا ہے اور چوکیدار اور جیلر کو بھی حداد کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اندر والوں کو باہر نکلنے سے اور باہر والوں کو اندر جانے سے روکتا ہے۔

عدت گزارنے والی عورت کو بھی '' حاد'' کہا گیا کیونکہ اس کے لئے بناو سنگھار ممنوع ہے [13]، مقررہ سزاؤوں کو بھی حدود کہا گیا۔ [14]

تو لفظ حد اپنے وسیع مفہوم کے باوجود جتنے معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے ان سب میں منع کرنے (روکنے) کا معنی پایا جاتا ہے جو کہ اس کا بنیادی مفہوم ہے۔

یہاں سوال اٹھتا ہے کہ: شرعی مقررہ سزاؤں کو ''حدود'' کیوں کہا جاتا ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

اس بات پر سب متفق ہیں کہ مقررہ سزاؤں کو منع کی علت کی وجہ سے حدود کہا گیا ہے لیکن اس بات پہ مختلف آراء ہیں کہ کس چیز سے (منع) روکتی ہے۔

اس میں تین آراء ہیں:

1)چونکہ یہ سزائیں مجرم کو دوبار اس گناہ کے ارتکاب سے اور دوسروں کو اس کے راستے پر چلنے سے روکتا ہے اس لئے انہیں حدود کہا گیا۔[15]

2)چونکہ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ سزائیں ہیں جن میں کمی بیشی ممنوع ہے۔[16]

3)چونکہ یہ اللہ تعالی کے محارم سے ڈرانے والی ہیں۔[17]

حقیقت حال یہ ہے کہ ان سب تع ملیلات کو صحیح تسلیم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں کیونکہ حدود میں یہ تینوں مفہوم پائے جاتے ہیں:

یہ اللہ تعالی کی طرف سے حرام کردہ چیزوں کے مرتکب ہونے والوں (اور حقوق کی خلاف ورزی کرنے والوں) کے لئے مقررہ سزائیں ہیں حن میں کمی بیشی ممکن نہین اور جوان کو دوبارہ اس فعل کے ارتکاب سے روکتی ہے اور یہ اللہ تعالی کے محارم سے ڈرانے اور روکنے والی ہے۔

حد کی اصطلاحی تعریف:[18]

تمام اہل اصطلاح تقریبا اس بات پر متفق ہیں کہ حدود سے مراد "حقوق اللہ کے سبب شریعت میں مقرر کردہ سزائیں" ہیں۔

تعریف کی وضاحت:

لفظ سزائیں اسم جنس ہے جس میں تمام قسم کی مقررہ اور غیر مقررہ سزائیں شامل ہو سکتی ہیں۔

لفظ (مقرر کردہ) سے وہ تمام سزائیں تعریف سے خارج ہو گئیں جنہیں شریعت نے مقرر نہیں کیا، جنہیں ''تعزیرات'' کہا جاتا ہے۔

لفظ (شریعت میں) سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سزائیں اللہ تعالی کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے متعین شدہ ہیں (جن میں کمی بیشی نہیں کی جا سکتی)۔ اس سے وہ تمام سزائیں خارج ہو گئیں جو مختلف وضعی قوانین نے مقرر کی ہیں جنہیں حدود نہیں کہا جائے گا۔

لفظ (اللہ تعالی کے حق کے سبب) سے بندوں کے حقوق کے سبب والی سزائیں خارج ہو گئیں جیسے جان یا کسی عضو کا قصاص۔ واللہ اعلم۔

توفقہاء کے نزدیک " حد" صرف حقوق اللہ کے سبب مقرر کردہ سزائیں ہیں۔

شریعت اسلامی میں فرضیت حدود کی حکمت، مقاصد اور انسانیت کے لئے باعث رحمت ہونے کا بیان

اول: شریعت میں فرضیت حدود کی حکمت:

حدود کا مقصد لوگوں کو مشقت میں ڈالنا یا ان کے اعضاء کاٹ کے یا قتل کر کے یا سنگسار کر کے ان کو تکلیف دلانا ہر گز نہیں، بلکہ حدود کا مقصد اچھائی کو پھیلانا اور برائی اور جرائم کو روکنا اور لوگوں کو امن وسکون کی زندگی گزارنے کا موقع دینا ہے، اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ بھوک وخوف اور محتاجی کے سخت (ناسازگار) حالات ہو تو حدود معطل ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عام الرمادۃ (قحط سالی کے سال) میں کیا۔

اور انہی سہولتوں میں سے یہ ہے کہ اسلام حکمرانوں تک پہنچنے سے پہلے جرائم کی پردہ پوشی کا حکم دیتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے زناکاری پہ گواہی دینے والے شخص سے کہا کہ " اگر تم اس پر اپنے کپڑے سے پردہ ڈال دیتے تو تمہارے لئے اچھا تھا"۔[(19)]

اور فرضیت حدود کی حکمتوں میں سے (چند) درج ذیل ہے۔

- لوگوں کو جرائم کے ارتکاب سے باز رکھنا۔
- شریعت کے خلاف ورزی کرنے سے ڈرانا۔
- لوگوں کو زمین پر فساد پھیلانے سے روکنا۔
- لوگوں کو بھلائی کے کاموں پر آمادہ کرنا۔

اسلام میں حدود گنہگار کو دوبارہ جرم کرنے سے باز رکھتا ہے اور اسی طرح دوسروں کو اس طرح کے جرم کے بارے میں سوچنے سے بھی روکتا ہے اور جس کو جرم کا خیال آئے اسے جرم کے ارتکاب سے روکتا ہے۔ اسی طرح حدود انفرادی اور اجتماعی سطح پر جرائم کا سد باب کرتا ہے، اور جرائم پر یہ سزائیں صرف

ڈرانے اور گناہوں کو مٹانے کے لئے ہیں، یہ گنہگار کو گناہ سے روکتا ہے اور مجرم کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور آخرت میں سزا یافتہ گنہگار کو دوبارہ سزا نہیں ہوتی۔

اور شریعت نے حدود کو محض انتقام کی غرض سے فرض نہیں کیا بلکہ اس کے عظیم مقاصد اور اہداف ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

1: معاشرے کی بنیادی مصالح /ضروریات، دین ،جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کرنا جنہیں کلیات خمسہ بھی کہا جاتا ہے۔

2: مجرم کو جرم کے ارتکاب سے باز رکھنا کیونکہ جب مجرم سزا کو دیکھے گا تو یقیناوہ دوبارہ جرم سے باز رہیگا۔

3: عام لوگوں کو مجرم کی تقلید یا پیروی کرنے سے روکنا، جب بھی کسی کے دل میں جرم کا خیال آئے اور مجرم کو سزا پاتا دیکھے تو یقیناوہ ڈرے گا اور جرم سے باز رہے گا کہ کہیں اسے بھی ان سزاوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

4: مجرم کی تربیت، اصلاح اور اس /معاشرے کی بھلائی مقصود ہے نہ کہ صرف اس سے بدلہ لینا اور اسے تکلیف دینا۔

دوئم: شرعی سزاؤں کے مقاصد واہداف:

ا) پاک کرنا:

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں حدود فرض کیا تاکہ جن گناہوں کے سبب مجرموں کو سزا ہوئی ہے ان کی بخشش ہو جائے۔ جو کہ قیامت کی سزا کا خوف رکھنے والے ہر مسلمان کی خواہش، ضرور اور تمنا ہے۔ اور حدود روز قیامت بھی اللہ کے ہاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

ب) خبردار کرنا:

فرضیت حدود کی دوسری وجہ خبردار کرنا ہے یعنی مجرم کو دوبارہ اس جرم سے باز رکھنا اور دوسرے لوگوں کو جو اس سزا کو دیکھیں اس جرم سے دور رکھنا ہے۔

اور یہ ڈانٹ ، سزا کی وجہ سے درد، آزادی اور جسم کے بعض اعصاء سے محرومی وغیرہ میں عیاں ہے۔ بلا شبہ یہ چیزیں اسے تکلیف دیتی ہیں اور ڈراتی ہیں اور جب بھی اسے جرم کا خیال آئے یا شیطان اسے اسلامی حدود کو پامال کرنے پہ اکسائے، وہ جرائم سے باز رہتا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالی نے زنا کے حد نافذ کرتے ہوئے یہ ضروری قرار دیا کہ اسے سر عام سزا دی جائے اور لوگ اسے دیکھیں جیسے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

((اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ، وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ)) [20]

"بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو۔ اور اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شرع خدا (کے حکم) میں تمہیں ان پر ہرگز ترس نہ آئے۔ اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو"

یعنی آپ اللہ تعالی کے احکام بجالانے میں ترس کھا کے نہ مار میں نرمی اختیار کرو اور نہ مقررہ تعداد میں کمی کرو بلکہ ان کو درد کا احساس دلاو اور اللہ کے حدود کو معطل نہ کرو اور زناخوروں پر ترس نہ کھاو کیونکہ زنا کا جرم نرمی کے لائق نہیں اور نہ ہی رحم کے قابل۔

یعنی آپ اللہ تعالی کے احکام بجالانے میں ترس کھا کے نہ سزا دیتے ہوئے نرمی اختیار کرو اور نہ تعداد میں کمی کرو بلکہ ان کو تکلیف پہنچاو اور اللہ کے حدود کو معطل نہ کرو اور زنا کرنے والوں پر ترس نہ کھاو کیونکہ زنا کا جرم نرمی کے لائق ہے نہ ہی رحم کے قابل۔

اور سر عام مجرم کو سزا دینا جرم اور گناہ سے باز رکھنے والی سب سے اہم عوامل میں سے ہے اور تحقیق /مشاہدے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جہاں بھی شرعی حدود نافذ کی گئی وہاں سے جرم کا نام ونشاں مٹ گیا اور لوگ اپنے جان ومال اور عزت کے بارے میں بے خوف ہو گئے۔ اور جہاں بھی لوگ سزا سے بے خوف ہو گئے اور سزا جرائم کو روکنے میں اپنا اثر کھو دے تو یہ جرائم کے پھیلنے کا باعث بنتا ہے اور وہاں خوف کا دور دورہ ہوتا ہے۔

ج) قصاص:

شرعی سزاوں کی تیسری حکمت قصاص ہے اور قصاص کا مطلب ظالم سے بقدر ظلم بدلہ لینا ہے، جان کا بدلہ جان، آنکھ کا بدلہ آنکھ، کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت ہے۔اور قصاص مجرم سے جرم کا مکمل اور پورا پورا بدلہ لینے کا منصفانہ نظام ہے کیونکہ ظالم کی جان یا آنکھ مظلوم کی جان یا آنکھ سے ہرگز زیادہ قیمتی نہیں ہے۔

د)عدل:

حدود میں عدل واضح ہے کیونکہ سزا جرم کے مطابق ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ :وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا[21] اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے۔تو یہ بدلہ جتنی سزا کا مجرم مستحق ہے اس سے ہرگز زیادہ نہیں۔

سوئم: نفاذ حدود انسانوں کے لئے جرائم کو قابو کرنے میں باعث رحمت ہے۔

اسلام میں جو سخت سزائیں مقرر ہیں وہ سب خالص رحمت ہے۔اور انسانوں کی حقوق کی حفاظت کا ضامن ہے کیونکہ اگر ہم ایک یا دو مردوں یا عورتوں کو سزا دیں گے تو لاکھوں لوگوں کے حقوق محفوظ رہیں گے اور جسے سزا ہوئی ہے اس نے بذات خود اپنے حقوق کو پامال کیا ہے اور اپنی توہین کی ہے تو وہ اپنے آپ کے علاوہ کسی اور کو ملامت نہ کرے۔

بعض اسلام دشمن عناصر حدود کی ایسی منظر کشی کرتے ہیں جیسے یہ سزا، تکلیف اور اذیت کے سوا کچھ نہیں اور جب وہ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں تو ان کے ذہن میں صرف حدود اللہ کے خلاف ورزی کرنے والوں کے ہاتھ کاٹنے یا کوڑے مارنے یا سنگساری کا منظر ہوتا ہے اور وہ اس جرم کے نتیجے میں رونما ہونے والے نقصانات کو یکسر فراموش کردیتے ہیں۔حالانکہ انہیں جرائم کی وجہ سے کتنے لوگوں کے مال لٹ گئے اور وہ مفلس ہوگئے، ان کی عزتوں کو پامال کیا گیا، نسلیں آپس میں خلط. ملط ہوگئیں اور معاشرہ تباہ و برباد ہوگیا۔

کیا یہ مناسب نہیں کہ مجرم کا ہاتھ کاٹا جائے اور لوگ امن وسکون سے رہیں ان کا مال وعزت محفوظ ہو بجائے اس کے کہ لوگوں کے دلوں میں ان لوگوں کا خوف طاری ہو جو لوگوں کے حقوق کو پامال کرنے سے قبل اپنے حقوق کی پامالی کرتے ہیں۔

مزید برآں نفاذ حدود کے بارے میں غور و فکر کرنے والا یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ نفاذ حدود جرائم کو دوبارہ واقع ہونے سے روکتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے ادوار میں نفاذ حدود کے واقعات انگلیوں پہ گنے جا سکتے ہیں اسی طرح ہر معاملے میں نرمی ہر گز کارگر نہیں ہوتی کبھی کبھار اصلاح کے لئے سختی اور شدت بھی ضروری ہوتی ہے۔

چہارم: جرائم کے اسباب:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے واضح کیا کہ جرائم کی بنیادی وجہ ایمان کی کمزوری/کمی ہے لہذا آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "زانی مومن رہتے ہوئے زنا نہیں کر سکتا، شراب خور مومن رہتے ہوئے شراب نہیں پی سکتا"۔[22]

اور جرم کے اسباب میں سے جرم کے ارتکاب کے وقت انسان کا اپنے رب سے غافل ہو جانا بھی ہے پھر خواہشات سے مغلوب ہو کر غفلت اور غلطی سے جرم سرزد ہو جاتی ہے نہ کہ اللہ کے احکام سے لاعلمی یا اس کا انکار کرتے ہوئے۔ اس کا نفس امارہ اور شیطان اسے بہکاتا ہے اور اسے جرم کی راہ پہ لے جاتا ہے کیونکہ شیطان سوائے ہلاکت کے کہیں اور نہیں لے جاتا۔ تب انسان اپنے خواہشات کی پیروی کرتا ہوا دلدل میں گر جاتا ہے اور جانوروں کی طرح جرم اور خواہشات کے پیچھے چل پڑتا ہے۔

جرائم پہ قابو پانے میں شرعی حدود کے اثرات اور چند نمونے اور حدود کو معطل کرنے کے نقصانات

حدود نافذ کرنے کے بہت سے فوائد ہیں جن میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

جرائم پہ قابو پانا، امن وامان قائم ہونا، اور ہر طرف خیر و برکت کا پھیل جانا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "زمین پہ ایک حد کا نفاذ اہل زمین کے لئے چالیس دن کی بارش سے بھی بہتر ہے"[23]

اور جہاں جہاں شرعی حدود نافذ ہو وہاں اس کے اثرات واضح ہیں وہاں امن وامان ہے دولت فسادیوں اور شرعی حدود اور قانون کو تجاوز کرنے والوں سے محفوظ ہیں۔

تو حدود قائم کرنے میں لوگوں کی بھلائی ہے کیونکہ یہ جرم اور مجرموں کا راستہ روکتا ہے اور جن کے دلوں میں اللہ تعالے کے حرمات کو پامال کرنے کا خیال آئے وہ باز آجاتا ہے اور ہر آدمی کی جان ومال، عزت

وتکریم محفوظ ہو جاتی ہے۔اور ہر وہ چیز جو حدود اللہ میں روکاٹ کا باعث ہو یا اسکی تعطلی کا سبب بنے، وہ در حقیقت میں احکام الٰہی کی معطلی اور اس کے خلاف جنگ ہے کیونکہ اس کا مطلب برائی کو قبول کرنا اور شر کو عام کرنا ہے۔

یقیناحدود قائم کرنا یعنی شرعی سزاوں کا نفاذ خیرات وبرکات کی سب سے بڑے اسباب میں سے ہیں۔چور کا ہاتھ کاٹنے کا مطلب حقیقت میں مال کی حفاظت ہے جب مال محفوظ ہو گا تو لوگ چھپائے ہوئے دولت کو تجارت زراعت اور صنعت کے لئے نکالیں گے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ مالدار آدمی بزدل ہوتا ہے اور جب اسے حفاظت فراہم کی جائے وہ نکل آتا ہے اور جب چوری اور ظلم عام ہو جائے تو وہ چھپ جاتا ہے اور بھاگ جاتا ہے اسی طرح قاتل کو کیفر کردار تک پہنچانا یقینا اس جرم کو آبادیوں کو برباد کرنے اور معاشرے کے بنیادوں کو کھوکھلا کرنے سے روکنا ہے۔

اور حد زنا کا نفاذ بدکاری کو جڑ سے اکھاڑتا ہے اور مال کو حرام چیزوں پہ خرچ کرنے سے روکتا ہے اور ناجائز بچوں کی پیدائش کا بھی سد باب کرتا ہے جو کہ معاشرے کے لئے عذاب ہے کیونکہ جو بچے بن باپ کے پرورش پاتے ہیں ان کا دل معاشرے کے خلاف بغض اور نفرت سے بھرا ہوتا ہے اور بلاشبہ اسے جب بھی موقع ملے وہ معاشرے پہ ظلم کرے گا۔اسی لئے عموما مجرم اور بے راہرو لوگ اسی طبقے کے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالی نے جب اپنے بندوں کے لئے سزا کا قانون بنایا تو وہ ان کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والا ہے جن کے لئے قانون بنایا ہے۔اگر اللہ تعالی کو علم نہ ہوتا کہ یہ سزائیں ہر فرد اور معاشرے کے لئے امن وسکون اور سلامتی کا باعث ہو گا تو وہ اپنی دائمی شریعت میں ان سزاؤں کو بالکل فرض نہیں کرتا۔تو یہ سزائیں ایک کامیاب علاج اور معاشرے کو فسادیوں کے جرائم اور خائنوں/دھوکے بازوں کے دھوکوں اور ظالموں کے ظلم سے پاک کرنے والے مؤثر مرہم کے سوا کچھ نہیں۔

اور خلفاء راشدین کی اسلامی مقرر کردہ سزاؤں پہ عملدرآمد کے سبب اسلامی معاشرے سے جرائم کا خاتمہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل/بڑا ثبوت ہے کہ یہ سزائیں جرائم کو ختم کر دیتی ہیں، ہم ان ادوار میں کسی قتل یا چوری یا عزتوں سے کھیلنے یا شراب نوشی یا کسی باطل باطنی عقیدے یا کسی ہلاکت خیز اصول کی طرف اعلانیہ دعوت کے بارے میں شاذونادر ہی سنتے ہیں۔

اسی طرح آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ سعودی عرب میں جرائم کی شرح دنیا کے باقی ممالک کے بہ نسبت بہت کم ہے کیونکہ یہاں حکومت بیدار ہیں شرعی حدود نافذ ہے اور برائی کے خاتمے کی بھرپور حمایت کی جاتی

ہے اور برے لوگوں کے ہاتھ روک دیے جاتے ہیں کیونکہ جس مجرم کے دل میں ایمان اور اللہ کا خوف نہ ہو وہ بھی ان اسلامی مقرر کردہ سزاؤں کی وجہ سے جرم کرنے سے پہلے سو بار سوچتا ہے۔ شریعت اسلامی ہر زمانے اور ہر جگہ کے لئے عام ہے اور لوگ بھی اپنے آپ پر قابو رکھنے میں سب ایک جیسے نہیں ہیں تو جنہیں اپنے نفس پہ قابو نہ ہو ان کو جرم سے روکنے کے لئے یہ سزائیں ناگزیر ہیں تاکہ معاشرہ ہر قسم کے ظاہری اور باطنی برائیوں سے محفوظ رہے۔

جرائم کو قابو کرنے میں نفاذ حدود کی اثرات کے چند نمونے:

پہلا نمونہ: نفاذ حد زنا کا معاشرے کی اصلاح پہ اثر:

حد زنا، انسانیت کی کرامت اور نظام شریعت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے خواہشات کی بھوک مٹانے کے لئے جس جرم کا ارتکاب کیا گیا اسی کے برابر سزا کے ذریعے اس جرم کا فیصلہ کن علاج ہے۔ حالانکہ شریعت نے ازدواجی رشتے کو مضبوط بنایا اور اسے محفوظ بنانے کے لئے باہمی رضامندی، ایجاب و قبول، گواہان اور اعلان کو ضروری قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس عظیم احسان کو اپنی قدرت کی نشانی قرار دیا اور فرمایا: ((وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ))[24]۔

ترجمہ "اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ اُن کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں"

اسی لئے جو کوئی اعلانیہ بدکاری کرے اور چار ایماندار/صالح گواہان اس بات کی گواہی دے کہ انہوں نے /زنا (جماع یا قضیب کے مہبل میں دخول) کے عمل کو واضح انداز میں دیکھا ہے یا زانی خود بقائمی ہوش و حواس اپنی مرضی سے اور حد (سزا) کے ذریعے اپنے آپ کو گناہ سے پاک کرنے کے لئے زنا کا اقرار کرلے تبھی اس کو سزا دی جائے گی۔

اس سزا کے مقرر کرنے میں شریعت کی بڑی حکمت ہے تاکہ مجرم اس سزا کی وجہ سے دوبارہ اس گناہ سے باز رہے اور دوسرے لوگ اسے دیکھ کر عبرت پکڑے اور اس گناہ کے قریب بھی آنے کی ہمت نہ کرے۔ اور اسی پابندی کو یقینی بنانے کے لئے اسلام نے بغیر شادی شدہ زانی کو سو سو کوڑے مارنے کا حکم

دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ : "بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو۔ اور اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شرع خدا (کے حکم) میں تمہیں ان پر ہرگز ترس نہ آئے۔ اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو"

چونکہ ہوس کی بھوک اور بے راہروی ان جرائم کی بنیادی وجہ ہے اس لئے جب تک کوئی سخت سزا پانے یا اس کے کرتوت بے نقاب ہونے یا سرعام بدنامی کا خوف نہ ہو مجرم اس جرم سے باز نہیں رہتا۔ اوراس شرعی حد کے نفاذ سے عزتیں اور نسلیں محفوظ ہوجاتی ہیں اور حقوق ادا ہوجاتے ہیں اور معاشرہ محفوظ ہوتا ہے۔

دوسرا نمونہ:

بہتان تراشی کی سزا ور معاشرے کی اصلاح پر اس کا اثر اور (اس سزا کا مقصد) :

1) معاشرے کو خراب کرنے سے نادانوں کو روکنا اور ان کو پاکدامن عورتوں پر الزام تراشی سے باز رکھنا اور انہیں اس کے انجام سے ڈرانا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے انہیں دنیا اور آخرت کے عذاب سے ڈراتے ہوئے فرمایا: "اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بےحیائی یعنی (تہمت بدکاری کی خبر) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا"۔ پھر بہتان کی ہر سزا :کوڑا گواہی کو رد کرنا اور فاسق قرار دینے کو تفصیلا بیان کرتے ہوئے فرمایا: "اور جو لوگ پرہیزگار عورتوں کو بدکاری کا عیب لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی درے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو۔ اور یہی بدکردار ہیں"

2)معاشرے میں بےحیائی پھیلنے سے روکنا اور پاکدامن نیک عورتوں کے حیاء کو پامال ہونے سے بچانا۔

3)عزتوں کی حفاظت کرنا اورشریر لوگوں کو شریف خاندانوں کی عزت کو پامال کرنے سے باز رکھنا۔

4)فاسقوں کو عزت دار لوگوں کے حسب نسب پہ حملہ آور ہونےسےروکنا جو کہ لوگوں کی پہچان اور ایک دوسرے سے تعارف کی بنیادہے ، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:" لوگو! ہم

نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بےشک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے"۔

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی کو گالی دینے والے کو فاسق قراردیا اور فرمایا: "مسلمان کو گالی دینے سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے"۔

تیسرا نمونہ:

شراب نوشی کی حد اور معاشرے کی اصلاح پر اس کے اثرات:

1)عقل کی حفاظت اور اس سے استفادہ۔

2)خاندانی ڈھانچے کو منتشر اور تباہ ہونے سےبچانا اور اولاد کو برباد ہونے سےروکنا۔

3)مال کی حفاظت کرنا شراب کی خریداری میں مال کو ضائع کرنے سے بچانا اور عقل میں فتور آنے کی وجہ سےمال کو فضول خرچ اور بے جا خرچ کرنے سے روکنا۔

4)امانتوں کی حفاظت کرنااور رازوں کے افشاء ہونے سے روکنا اور دشمنوں کو شرابیوں کے ذریعے خفیہ راز کی باتیں معلوم کرنےسے روکنا۔

5)بہت سے جرائم کا سدباب کرناجن کا سبب شراب ہے کیونکہ شراب خباثتوں کی جڑ ہے۔

6)افراد اور گروہوں کےنفسیاتی جسمانی صحت کی حفاظت۔

7)وقت کو ضائع ہونے سے روکنا۔

8) معاشرے میں کام کرنے والے قوتوں کو استعمال کرکے پیداواری صلاحیتوں کو بڑھانا

حدود اللہ کو معطل کرنے کے خطرات:

حدود اللہ کو معطل کرنا اللہ کے زمین پہ اللہ سے جنگ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلے کے مترادف ہے اورلوگوں میں بےحیائی اور برائی کی تشہیر اور جرائم کی اور بہت سے خلاف ورزیوں کی پرچار کا ذریعہ ہےجن سے سب لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

جب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ چوری کرنے والی خاتون کے حد کو معاف کرانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ:

" مخزومیہ خاتون جس نے چوری کرلی تھی اس کے معاملے نے قریش کو فکر میں ڈال دیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کون کرے! آخر یہ طے پایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی اس کی ہمت نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اسامۃ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ کہا تو آپ نے فرمایا: اے اسامہ کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا پچھلی بہت سی امتیں اس لئے ہلاک ہوگئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرے تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں"[(25)]

توبھلائی کو معاشرے میں عام کرنے میں نفاذ حدود کا بڑا اثر ہے جس کے سبب جرائم ختم ہوتے ہیں اور امن وامان کا دور دورہ ہوتا ہے۔اگرآج دنیا کے لئے چوری ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے اور روز روز آبروریزی کے واقعات خواتین کے لئےایک مستقل خطرہ بن چکی ہے اور قتل کے واقعات سے کوئی محفوظ نہیں تو اس دنیا کو کون اس بربادی سے نکالے گا سوائے اللہ تعالی کے نظام اور قانون کے جو کسی بھی معاشرے میں عادلانہ طور پہ نافذ ہوگئے تو وہاں کے حالات سدھر گئے اور لوگ بےخوف ہوگئے اور برائی اور فساد جڑ سے اکھڑ گئے اور جرائم کا خاتمہ ہوگیا۔

کوئی بھی باشعور اگر جرائم کے روک تھام میں شرعی منہج کا غیرجانبدرانہ جائزہ لے تو اسے یقین ہوجائے گا کہ زمین میں فساد کا بنیادی سبب سزا میں سستی اور تربیت میں نرمی اور اور درگزری کو ترجیح دینا اور مجرمین کوکڑی اور سخت سزا کے ذریعے سخت اور فیصلہ کن علاج سے چھوٹ دینا ہے۔

حدود اللہ کو معطل کرنے کی صورت میں جرائم اور برائیاں پھیلنے کا خطرہ:

بے شک لوگوں کے ہاں جرائم کا عام ہونا خطرے کی گھنٹی ہے اور یہ اللہ تعالی کی غضب اور کو دعوت دینے کے مترادف ہے اورجب اللہ کی غضب نازل ہوتی ہے تو سب کو لپیٹ میں لے لیتی ہے۔جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے مہاجروں کی جماعت! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو گئے (تو ان کی سزا ضرور ملے گی۔) اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ (بری چیزیں) تم تک نہ پہنچیں:

جب بھی کسی قوم میں بے حیائی (بدکاری وغیرہ) علانیہ ہونے لگتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے گزرے ہوئے بزرگوں میں نہیں ہوتی تھیں۔

جب بھی وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں ان کو قحط سالی،روزگار کی تنگی اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعے سے سزا دی جاتی ہے۔

جب بھی وہ اپنے مالوں کی زکاۃ دینا بند کرتے ہیں تو ان سے آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے۔ اگر جانور نہ ہوں تو انہیں کبھی بارش نہ ملے۔

جب وہ اللہ اور اس کے رسول کا عہد تور تے ہیں تو ان پر دوسری قوموں میں سے دشمن مسلط کردیے جاتے ہیں، وہ ان سے وہ کچھ چھین لیتے ہیں جو ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

جب بھی ان کے امام (سردار اور لیڈر) اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور جو اللہ نے اتارا ہے اسے اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالی ان میں آپس کی لڑائی ڈال دیتا ہے۔“

تو یہ جرائم دنیا میں عذاب اور بد بختی کا سبب ہے اورجب یہ برائیاں عام ہوجائے تو ہر نیک وبد اللہ کی عذاب کے لپیٹ میں آجاتے ہیں اس لئے ہر مسلمان پرواجب ہے کہ وہ جرم کے خلاف جنگ میں تعاون کریں اور اس کے خلاف کھڑے ہوجائیں۔

خاتمہ

یہ صفحات درج ذیل نتائج کے ساتھ سمیٹے جارہے ہیں:

1. لفظ ''حدود'' لفظ''حد'' کی جمع ہے اور لغوی اعتبار سے اس کے بہت سے معانی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہے:

منع کرنا اور روکنا اور دو چیزوں کو علیحدہ کرنا اور پیمائش کرنا اور انتہاء وغیرہ۔ اور اصطلاحا اللہ تعالی کی طرف سے حقوق اللہ کے لئے مقرر کردہ سزائیں ہیں۔

2. شریعت میں سزائیں مقرر کرنے کی بہت سی حکمتیں ہیں جن میں سے اہم ترین لوگوں کو جرائم سے دور رکھنا اور نافرمانی سے ڈرانا اور زمیں میں فساد پھیلانے سے باز رکھنا ہے۔
3. انسانی معاشروں میں حد جاری کرنے کے بہت سے فوائد ہیں جن میں سے چند اہم یہ ہیں: جرائم کو پھیلنے سے روکنا، اور امن وامان قائم کرنا،اور خیر وبرکت عام ہونا ہے۔
4. شرعی حدود کا مقصد بہت سے مصالح کا حصول ہے جن میں سے اہم معاشرے کے بنیادی مصالح کی حفاظت ہے جوکہ دین،جان،عقل،نسل اور مال ہیں اور جنہیں کلیات خمسہ بھی کہا جاتا ہے۔
5. شریعت اسلامی ہر زمان ومکان کے لئے عام ہے اور لوگ اپنے آپ پہ قابو رکھنے میں مختلف ہیں تو ایسی سزاوں کا وجود ضروری اور ناگزیر ہیں جو ضعیف النفس کمزور ایمان والوں کو جرائم کے ارتکاب سے باز رکھیں تاکہ معاشرہ ظاہر ی اور باطنی برائیوں سے پاک رہے۔

انسانی معاشروں کو حدود اللہ کی تعطیل کی صورت میں ہمیشہ جرائم اور برائیوں کے پھیلنے کا خطرہ رہتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(1) سورة المائده آیت (3).

(2) دیکھیے: الصحاح تاج االلغة وصحاح العربية إسماعيل بن حماد الجوهري (1/)459) طبع دارالكتاب العربى مصر تحقيق عبد الغفور عطار ، تاج العروس من جواهر القاموس محمد بن محمد بن عبد الرزاق المرتضى الزبيدي (31/2) ، تصوير دار مكتبة الحياة بيروت، اور المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، أحمد بن محمد بن علي الفيومي ثم الحموي، أبو العباس (335/1) طبع الحلبى مصر۔

(3) محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (المتوفى: 711ھ)

(4) لسان العرب لابن منظور (3/140) ماده (حدد) دار صادر - بيروت

(5) زين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي (المتوفى: 666ھ)

(6) مختار الصحاح للرازى (1/53) ماده (حدد) الناشر: المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بيروت - صيدا

(7) النهاية في غريب الحديث والأثر ، (1/352) مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزري ابن الأثير (المتوفى: 606ھ) المكتبة العلمية – بيروت ۔

(8) لسان العرب (3/141)

(9) دیکھیے: الصحاح للجوہری 459/1

(10) دیکھیے: المفردات فى غريب القرآن (صفحه 109) أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانى (المتوفى: 502ھ) دار القلم، الدار الشامية ، دمشق بيروت

(11) دیکھیے: شرح فتح القدير (4/5) كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861ھ) طبع اولیٰ مصر سنه 1315ھ

(12) دیکھیے: الجامع لأحكام القرآن (تفسير القرطبي) (337/2)، محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي أبو عبد الله، مؤسسة الرسالة 2006۔

(13) دیکھیے: سابقه مصدر

[14] دیکھیے: لسان العرب لابن منظور(415/4) طبع بیروت سنہ 1375ھ اور مصباح المنیر(135/1)۔

[15] دیکھیے: المفردات في غريب القرآن للاصفہانی (ص 109) اور فتح الباري شرح صحيح البخاري (58/12) ، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي اور مطلعی ابواب المقنع لابی الفتح البعلی الحنبلی ص /370 ط اولیٰ المکتب الاسلامی دمشق سنہ 1385ھ

[16] دیکھیے: فتح الباری(58/12) اور المطلع صفحہ(370)

[17] دیکھیے: المطلع صفحہ (370)

[18] دیکھیے: شرح فتح القدیر لابن ہمام (4/5) ، شرح حدود ابن عرفۃ للرصاع (صفحہ 489 طبع اولیٰ مطبعہ تونسیۃ تونس سنہ 1350ھ اور التعریفات للجرجانی (ص 7) اور نیل الاوطار للشوکانی (7/92) محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (المتوفى: 1250ھ(طبع ثالثہ مطبع الحلبی مصر سنہ 1380ھ

[19] نسائی نے السنن الکبری میں روایت کی ہے ح (7874) أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي (المتوفى: 303ھ) ، اور ابن ابی شیبہ نے مختصر اور طویل روایت نقل کی ہے(10/78-79) اورسنن أبي داود (4377) أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275ھ) اور الآحاد والمثاني (2393) أبو بكر بن أبي عاصم وهو أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني (المتوفى: 287ھ) اور معجم الصحابة (150/3) أبو الحسين عبد الباقي بن قانع بن واثق الأموي بالولاء البغدادي (المتوفى: 351ھ) اور ح المستدرك على الصحيحين (363/4) أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: 405ھ) میں روایت نقل کی ہے۔

[20] (سورۃ النور آیت 2)

[21] (سورۃ الشوری 40)

[22] متفق علیہ: البخاری ح (2475)ح (6772) (الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه : صحيح البخاري) اور صحيح مسلم ح (57) مسلم بن الحجاج ۔

[23] مسند الإمام أحمد بن حنبل (404/8/ح 8722) أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241ھ) اور المجتبى من السنن، السنن الصغرى للنسائي میں (19/7/ح 7319) أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي (المتوفى: 303ھ) میں روایت کیا ہے اور احمد شاکر نے اپنی مسند احمد کی تحقیق میں اسے صحیح کہا ہے۔

[24] (الروم:21)

[25] صحیح بخاری (175/4 ح 3475)